مغرب کا اسلامی شرعی احکام و عقوبات پر اعتراضات کا جائزہ

Review of the West's objections to Islamic Sharia rules and punishments

*نوید اختر

**ڈاکٹر منزہ سلطانہ

ABSTRACT

The people of the West strongly criticize the Islamic Shariah rules and punishments and generally object that the punishments found in the Islamic Shariah are very harsh and barbaric, are against basic human rights and are a disrespect to human dignity. While the reality is quite the opposite. If a real analysis of these Shariah rules and punishments is done, then the fact will be clear that the Almighty has set the limits and restrictions on various serious types of crimes because there is no solution to the problem as these heinous crimes are the cause of death for the society and the cause of destruction of world peace. Contray to the serious nature of these crimes, these rules and punishments are not strict at all.Rather they are in accordance with the requirements of wisdom and reason.

These rules and punishments are found in the Quran, the Torah and other Samawiyya books. Current international law and major Western philosophical law object to the death penalty for murder, while the Bible, like the Qur'an, contains strict instructions to punish the murderer.

Punishment is said to be severe when it is more severe than the evil of crime and is a source of cruelty to mankind. If punishments are not harsh then the aim of nullifying the crime and perpetrators cannot be achieved. Therefore such punishments should be implemented which require the perpetrator to hate the perpetrator of the crime and the path of evil to be closed forever.

Therefore, the Shari'ah rules and regulations are not really punishments but they make man, a righteous man and bring peace and order to the whole world.

Keywords: Quran,Bible and Islamic Law

اسلامی قوانین میں قتل کے بدلے قتل کی سزا ہے جس کی وضاحت قرآن مجید اور سنت رسول ﷺ میں بیان کی گئی ہے ۔ قتل ایک سنگین جرم ہے جس کے باعث سزا بھی سخت متعین کی گئی ہے۔ سزا کے نفاذ کا اصل مقصد لوگوں کے جان، مال اور عزت و آبرو کو تحفظ دینا ہے۔

دور جدید میں بعض مغربی مفکرین اور کچھ لبرل قسم کے افراد اسلامی قوانین میں سزائے موت کے قانون پر اعتراض کرتے ہیں۔ اس کو بنیادی انسانی حقوق کے، وحشیانہ اور ظالمانہ تصور کرتے ہیں۔ ان افراد کا کہنا ہے کہ ایک انسان کو کسی جرم کی سزا

* پی ایچ ڈی سکالر، ، شعبہ اسلامک سٹڈیز، نمل یونیورسٹی، اسلام آباد

** اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اسلامک سٹڈیز، نمل یونیورسٹی، اسلام آباد

کے طور پر زندگی اور جان سے محروم کر دینا کتنا بڑا ظلم اور وحشیانہ عمل ہے؟ ان کا کہنا ہے کہ اسلام میں، انسانی جان کی قدر و منزلت اس قدر زیادہ ہے تو پھر سزائے موت کیوں رکھی گئی ہے۔ ان کے نزدیک قتل کی سزا، سزائے موت نہیں ہونی چاہیے بلکہ اس کو کسی دوسری سزا میں بدل دینا بہتر ہے۔

سزائے موت کے مخالفین ہابیل اور قابیل کا قصہ دلیل کے طور پر پیش کرتے ہیں کہ قابیل نے ہابیل کا قتل کیا مگر اس کو سزائے موت نہیں دی گئی بلکہ اس کو سزا کے طور پر جنت سے نکال دیا گیا تھا۔ مزید لکھتے ہیں:

Death penalty opponents point to the story of Habeel and Qabeel as narrated in Jewish religion as Cain and Abel and that was the first biblical murderer in the history of mankind, and Qabeel was punished with expulsion and not death.[1]

سزائے موت کے مخالفین ہابیل اور قابیل کی کہانی کی نشاندہی کرتے ہیں جیسا کہ یہودی مذہب میں کین اور ہابیل کی روایت ہے اور بنی نوع انسان کی تاریخ میں یہ پہلا قاتل تھا، اور قابیل کو موت کی نہیں بلکہ جلاوطنی کی سزا دی گئی تھی۔

مغربی مفکرین اس قصہ کو دلیل بناتے ہیں کہ قتل کے بدلے قتل نہیں بلکہ جلاوطنی کی سزا ہے جب کہ بائیبل کی تعلیمات قتل کے بدلے قتل کی سزا کے احکام جاری کرتی ہیں۔ کتاب احبار میں بیان ہے:

"اور جو کوئی کسی آدمی کو مار ڈالے وہ ضرور جان سے مارا جائے"۔

بائیبل کی تعلیمات اس بات کی دلیل ہیں کہ قاتل کو بھی جان سے مارا جائے کیونکہ اس نے ایک جان کو ضائع کیا ہے۔

جبکہ اسلامی تعلیمات قصاص کو زندگی قرار دیا دیتی ہیں۔ قران مجید میں ارشاد ہے:

﴿وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيَاةٌ يَاأُولِي الْأَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ﴾[2]

"اے اہل عقل! تمہارے لئے قصاص میں زندگی ہے تا کہ تم پرہیزگار بن جاو"۔

قرآن مجید کے اس ارشاد پاک کے مطابق قصاص کی اہمیت بیان کی گئی ہے کہ اس فعل میں انسانیت کی بقاء ہے اور اسی میں انسانیت کی فلاح ہے۔

مغربی مفکرین اعتراض کرتے ہیں کہ ایک طرف اسلام انسانی جان کی قدر و منزلت بیان کرتا ہے اور دوسری طرف قتل کے بدلے قتل کی سزا مقرر کرتا ہے، اس لئے یہ فعل بنیادی انسانی حقوق کے خلاف ہے۔

قرآن مجید قتل کے بدلے قتل کی سزا پورے عدل کے ساتھ نافذ کرنے کا حکم دیا ہے:

"يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلَى الْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَالْأُنْثَى بِالْأُنْثَى"[3]

اے ایمان والو! تم مقتولین کا قصاص لے سکتے ہو آزاد کے بدلے آزاد، غلام کے بدلے غلام اور عورت کے بدلے عورت کا۔

بین الاقوامی تنظیمیں اسلامی سزاوں کے نفاذ پر اعتراض کرتی ہیں اور اسے ظالمانہ تصور کرتی ہیں:

International human rights organizations such as amnesty international and human rights watch hold that flogging, the amputation of limbs and retaliation for grievous hurt such as blinding or pulling out the teeth are indeed a form of cruel, inhuman and degrading punishment. The same is true with regard to certain modes of carrying out the death penalty, such as stoning and crucifixion, execution in the same way as the culprit killed his victim or execution by one of the victim's heirs.[4]

"انسانی حقوق کی بین الاقوامی تنظیمیں جیسا کہ ایمنسٹی انٹرنیشنل اور ہیومین رائٹس واچ کا کہنا ہے کہ کوڑے مارنا، اعضاء کاٹنا، اندھا کرنا، یا دانت نکالنا جیسی سنگین چوٹوں کا بدلہ لینا درحقیقت ایک ظالمانہ شکل ہے، غیر انسانی اور ذلت امیز سزا، سزائے موت پر عمل درآمد کے بعض طریقوں کے بارے میں بھی یہی بات درست ہے جیسے جیسے سنگسار اور مصلوب، پھانسی یا اسی طرح قتل کرنا، جیسے مجرم نے اپنے شکار کو قتل کیا یا مقتول کے رشتہ داروں سے قتل کروانا ہے"۔

بائیبل کی تعلیمات قتل کی ممانعت اور ہر اعضاء کے بدلے اعضاء سے بدلہ لینے کے متعلق مکمل تفصیل بیان کرتی ہیں اور یہ سزاوں کے نفاذ پر اعتراض کا رد ہے:

"اور آنکھ کے بدلے آنکھ۔ دانت کے بدلے دانت اور ہاتھ کے بدلے ہاتھ۔ پاوں کے بدلے پاوں"۔[5]

کتاب خروج کی تعلیمات کے مطابق قتل کے معاملے میں کوئی گنجائش نہیں ہے، اگر ایک انسان قتل وغارت کرتے ہوئے یا لڑائی جھگڑا کرتے ہوئے کسی کو کوئی آلہ مارتا ہے، جس سے اس کی آنکھ ضائع ہو جاتی ہے تو کتاب مقدس کی تعلیمات کے مطابق آنکھ ضائع کرنے والے کی آنکھ ہی بدلے میں ضائع کی جائے گی۔ اس طرح اگر ایک انسان دوسرے کا دانت ضائع کر دیتا ہے تو اس کا بھی دانت ہی بدلے میں ضائع کیا جائے گا۔ اگر لڑائی جھگڑے میں کسی کا ہاتھ کٹ جاتا ہے تو اس نے جس نے کسی کا ہاتھ ضائع کیا اس کا بھی ہاتھ ہی کاٹا جائے گا۔

قرآن مجید میں اعضاء کے بدلے اعضاء لینے کا حکم موجود ہے:

وَ كَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيْهَآ اَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ وَ الْعَيْنَ بِالْعَيْنِ وَ الْاَنْفَ بِالْاَنْفِ وَ الْاُذُنَ بِالْاُذُنِ وَ السِّنَّ بِالسِّنِّ وَ الْجُرُوْحَ قِصَاصٌ فَمَنْ تَصَدَّقَ بِه فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَّه–وَ مَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۔[6]

اور ہم نے ان کے لئے لکھ دیا کہ جان کے بدلے جان اور آنکھ کے بدلے آنکھ اور ناک کے بدلے ناک اور کان کے بدلے کان اور دانت کے بدلے دانت اور زخم کا قصاص ہے۔

All over the world, there is no way to speedy trial of murderer, and if there is no time limit for trial of an accused then question arises that how a murderer can be double jeopardized for one offence? For example if a

person is charged for a murder and fourteen years elapse him in prison during such trial without conclusion and at the end of trial, he is executed for death penalty against murder charge after fourteen years.[7]

پوری دنیا کا تصور، قاتل کے فوری ٹرائل کا کوئی طریقہ نہیں ہے، اور اگر کسی ملزم کے ٹرائل کے لئے کوئی وقت مقرر نہیں ہے تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ایک جرم کے لئے قاتل کو دوہرا خطرہ کیسے ہو سکتا ہے۔ مثال کے طور پر اگر کسی شخص پر قتل کا الزام لگایا جاتا ہے اور اسے جیل میں چودہ سال گزر جاتے ہیں بغیر کسی نتیجے کے اور ٹرائل کے آخر میں اسے چودہ سال بعد اسے قتل کے بدلے سزائے موت دی جاتی ہے۔

مغربی مفکر اس بات کی وضاحت کرتا ہے کہ مجرم کی سزا جب چودہ سال ہو جاتی ہے تو تب سزائے موت کا فیصلہ کیا جاتا ہے۔

Every human being has its right of"natural right to life"since its birth,but many opponents of the death penalty have taken the"natural right to life"principle as the basis for opposing capital punishment.They said that state'saction of taking life as punishment breaches the condemned person's "natural right to life"but this is not the excuse or justification of government's action in taking the life of the condemned.[8]

ہر انسان کو اس کی پیدائش سے ہی "زندگی کا قدرتی حق" حاصل ہے، لیکن سزائے موت کے بہت سے مخالفین نے سزائے موت کی مخالفت کی بنیاد کے طور پر "زندگی کے قدرتی حق" کے اصول کو اپنایا ہے۔ ان کا کہنا تھا کہ سزا کے طور پر جان لینے کا ریاستی اقدام مجرم کے "زندگی کے فطری حق" کی خلاف ورزی کرتا ہے حالانکہ کہ مجرم نے دوسرے شخص کو اس کے "زندگی کے فطری حق" سے محروم کر دیا ہے لیکن اس کی جان لینے میں حکومتی اقدامات کا عذر یا جواز نہیں ہے۔

دراصل تمام اعتراضات قتل کے بدلے قتل کی مخالفت کی دلیل ہیں، جبکہ بائیبل سختی سے حکم دیتی ہے کہ قتل کے بدلے قتل ہے:

"اگر کوئی شخص کسی کو مار دے اور وہ مر جائے تو قاتل کو قتل کر دینا چاہیے"۔[9]

کتاب گنتی کی اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ قتل کے بدلے قتل ہی ہے اس جرم کی کوئی اور سزا کا ذکر نہیں۔ جو شخص کسی کو جان بوجھ کے قتل کر دے اس کو قتل کرنے کا ہی حکم ملتا ہے۔ یہودیت اور مسیحیت کی تعلیمات سے یہی وضاحت ملتی ہے کہ انسانی جان ایک قیمتی چیز ہے اس کو ضائع نہ کیا جائے۔

اس بیان کی تائید کتاب احبار کے اس بیان سے بھی ہوتی ہے۔

"انسان کا قاتل جان سے مارا جائے"۔[10]

انسان چونکہ ایک مقدس مخلوق ہے جس کو خدا نے اپنی صورت پر پیدا کیا ہے اس لئے اس کے قتل کی مذمت بیان ہوئی ہے۔ قتل کے بدلے قتل ہی کیا جائے کیونکہ اس نے ایک انسانی جان ضائع کی ہے یہ گناہ گار ہے اس کو اس کے کئے کی سزا دینا ضروری ہے اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ قتل ایک قبیح جرم ہے جس کی معافی نہیں ہے۔ اگر اس کا بدلہ نہ لیا جائے تو اس جرم میں اضافہ ہو گا۔

اسلامی نقطہ نظر سے اس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ اسلام نے یہ سزا اس لئے مقرر کی ہے تاکہ لوگوں کے جان و مال اور عزت و آبرو محفوظ رہیں۔ جو شخص کسی دوسرے کے جان، مال اور عزت کو پامال کرے اس کے لئے نشان عبرت سزا رکھی گئی ہے۔ جب اس سزا کا اطلاق کیا جائے گا تو دوسروں کو ایسا قبیح فعل کرنے کی جرات نہ ہو سکے گی۔

برطانیہ نے ۱۹۹۸ میں سزائے موت کو ختم کر دیا، لیکن بلیک سٹون کے تبصرے یہ رہنما اصول فراہم کرتے ہیں کہ ذہنی معذوری کا عقلی معذوری کا شکار لوگوں کی اہلیت کو کیسے سمجھا جائے۔ پھانسی دیے جانے کی اہلیت کے حوالے سے بلیک سٹون نے لکھا ہے کہ:

> "اگر ایسے شخص کا ٹرائل کیا جائے اور وہ قصوروار پایا جائے، وہ فیصلے سے پہلی ہی اپنے حواس کھو بیٹھتا ہے، تو فیصلے کا اعلان نہیں کیا جائے گا، اور اگر فیصلے کے بعد وہ غیر معقول یاداشت کا شکار ہو جاتا ہے تو پھانسی روک دی جائے گی، اتفاقیہ طور پر، برطانوی قانون کی انسانیت کہتی ہے کہ اگر قیدی کی ذہنی حالت درست تھی تو وہ فیصلے یا پھانسی کے خلاف کچھ کہہ سکتا تھا"[11]

اسی کی وضاحت میں بلیک سٹون لکھتا ہے:

> "چونکہ ذہنی یا عقلی معذوری کا شکار ملزم اپنا مکمل دفاع کرنے کے قابل نہیں ہو گا، بلیک سٹون نے اس بات پر زور دیا ہے کہ ایسے شخص کی پھانسی، انتہائی غیر انسانی اور ظالمانہ ہو گی اور یہ دوسروں کے لئے کوئی اچھی مثال نہیں ہو سکتی"۔[12]

بلیک سٹون پھانسی کی سزا پر اعتراض کرتا ہے کہ یہ ایک ظالمانہ فعل ہے، جس سے کوئی اچھی مثال قائم نہیں ہو سکتی۔ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ کسی بھی مجرم کو چاہیے قتل کے بدلے، کسی کو پھانسی دی جا رہی ہو، تو یہ ایک ظالمانہ فعل ہے، کیونکہ جیل میں انسان پھانسی کی خبر سن کر ویسے ہی ذہنی طور پر مفلوج ہو جاتا ہے اس لئے پھانسی کی سزا نہیں دینی چاہیے۔

ان تمام مندرجہ بالا اعتراضات کا رد قرآن مجید اور آنحضرت ﷺ کے فرمودات میں موجود ہے۔ ناحق قتل کے متعلق رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

> «لَوْ أَنَّ أَهْلَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ اشْتَرَكُوا فِي دَمِ مُؤْمِنٍ لَأَكَبَّهُمُ اللَّهُ فِي النَّارِ"[13]
>
> "اگر زمین و آسمان والے ایک مومن کے قتل میں شریک ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ ان سب کو جہنم میں ڈال دیں گے"۔

اس حدیث مبارکہ سے وضاحت ہوتی ہے کہ ایک مومن کا ناحق قتل گناہ کبیرہ ہے۔ آنحضرت ﷺ نے مومن کے قتل کی سخت ممانعت بیان کی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر زمین و آسمان میں بسنے والی ساری مخلوقات بھی ایک مومن کے قتل میں شریک ہوں تو اللہ تعالیٰ ان سب کو جہنم میں داخل کر دیں گے کیونکہ ایک مومن کا ناحق خون ان سب زمین و آسمان میں بسنے والوں سے کہیں بھاری ہے۔

مغربی قانون میں تحفظ جان

تمام مغربی قوانین میں انسانی جان کو مکمل تحفظ فراہم کیا گیا ہے جس وجہ سے کسی بھی انسان کو ضائع نہیں کیا جا سکتا کسی کو قتل کے

بدلے قتل یا سزائے موت نہیں دی جا سکتی اصل میں اہل مغرب نے جتنے قوانین بھی بنائے ہیں اپنے مفاد کو مد نظر رکھا گیا ہے۔ دوسرے لفظوں میں اسلام کی تجویز کردہ سزا کی مکمل مخالفت ہے جو اسلامی تعلیمات میں نافذ کرنے کا حکم ہے۔

یورپی یونین کے بنیادی انسانی حقوق کا چارٹر

یورپی یونین کا بنیادی انسانی حقوق[14] کا چارٹر۔ اس چارٹر کے آرٹیکل "٢" میں انسانی زندگی کے تحفظ کا حق دیا گیا ہے جس کی وضاحت درج ذیل ہے۔

2:"Everyone has the right to life. "زندگی ہر انسان کا حق ہے"۔

3:No one shall be condemned to death penalty or executed"[15]

"کسی کو بھی موت کی سزا نہیں دی جائے گی"۔

اس چارٹر کے آرٹیکل نمبر ٣ میں جان کی حفاظت ہر شخص کا بنیادی حق قرار دیا گیا ہے۔

Charter of Fundamental Rights of The European Union(2ooo/12/18),Official Journal of European Communities[16]

"Every one has the right to liberty and security of person."[17]

"ہر شخص کو حق زندگی، آزادی اور حفاظت کا حق حاصل ہے"۔

اس طرح یورپی یونین کے قانون میں بھی انسانی جان کی حفاظت کے لیے قانون پاس کیا گیا اور اس بات کی تاکید کی گئی ہے کہ انسانی جان کا تحفظ اس کا قانونی حق ہے کیونکہ زندگی ہر انسان کا بنیادی حق ہے اور کسی بھی انسان کو سزائے موت کی سزا نہیں دی جائے گی۔

تالمود میں بتایا گیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کچھ مجرموں کے لئے پناہ کے شہر مختص کئے ہوئے تھے جن میں مجرم جا کے پناہ لیتے تھے ان کی تفصیل کچھ یوں ہے۔

> "پناہ کے شہروں میں تین تین دریائے پر دن کے دونوں طرف تھے۔ عام طور پر مقتول کا کوئی قریبی رشتے دار قاتل کا پیچھا کرتا جسے خون کا انتقام لینے والا کہا گیا ہے۔ اگر قاتل پناہ کے شہر میں پہنچ جاتا تو وہ مقدمے کے فیصلے تک وہاں محفوظ ہوتا تھا۔ پناہ کے شہر کسی ایسے شخص کو پناہ نہیں دیتے تھے جو قصداً کسی کو قتل کر دیتا تھا۔ عداوت یا دشمنی کے تحت کئے جانے والے جرائم کی سزا موت تھی"۔[18]

قرآن مجید میں بھی ناحق قتل کے متعلق سخت حکم موجود ہے، بلکہ ایک ناحق قتل کو ساری انسانیت کے قتل کے برابر تصور کیا گیا ہے ارشاد ہے:

> "مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ أَوْ فَسَادٍ فِي الْأَرْضِ فَكَأَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيعًا وَمَنْ أَحْيَاهَا فَكَأَنَّمَا أَحْيَا النَّاسَ جَمِيعًا"[19]

> "جو شخص کسی کو بغیر قصاص یا فساد فی الارض قتل کر دے گویا کہ اس نے تمام انسانیت کو قتل کر ڈالا اور جس نے کسی ایک جان کو بچا لیا گویا اس نے ساری انسانیت کو بچا لیا"۔

قرآن مجید کے ساتھ آنحضرت صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے فرمودات بھی قتل کی ممانعت بیان کرتے ہیں:

"لَا يَحِلُّ دَمُ امْرِئٍ مُسْلِمٍ يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَأَنِّي رَسُولُ اللَّهِ، إِلَّا بِإِحْدَى ثَلَاثٍ: الثَّيِّبُ الزَّانِي، وَالنَّفْسُ بِالنَّفْسِ، وَالتَّارِكُ لِدِينِهِ المفَارِقُ لِلْجَمَاعَةِ"[20]

"اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور میری رسالت کی گواہی دینے والے کسی مسلمان کا خون ان تین صورتوں کے سوا کسی صورت حلال نہیں"۔ ۱۔ شادی شدہ ہو کے زنا کیا ہو۔ ۲۔ جان کے بدلے جان۔ ۳۔ اور اس کا خون جو اپنے دین کو چھوڑ کر مسلمانوں سے علیحدگی اختیار کرے۔

مغربی ممالک میں عوام کی رائے "سزائے موت" کو بحال رکھنے کے متعلق ہے۔

While studying the history of different countries and their policies regarding retention and abolition of death penalty,it transpired that the public opinion has agreat factor for retention or abolition of death penalty for crimes .But even otherwise there are countries which abolished the death penalty despite the forced public opinion in favour of death penalty.[21]

"سزائے موت کو برقرار رکھنے اور ختم کرنے کے حوالے سے مختلف ممالک کی تاریخ اور ان کی پالیسیوں کا مطالعہ کرتے ہوئے، یہ نتیجہ اخذ ہوا کہ سزائے موت کی رائے کو برقرار رکھنے یا ختم کرنے کے لئے بڑا عنصر جرائم کی سزا ہے سزائے موت کے حق میں جبری رائے عامہ کے باوجود"۔

جرمنی کے آئین ۱۹۴۹ میں سزائے موت کو ختم کیا گیا ہے جبکہ عوام کی رائے سزائے موت لاگو رکھنے کے حق میں ہے، اس کی وضاحت درج ذیل ہے:

In Germany,Constitution of 1949 forbidden the Death penalty despite the fact that two-thirds of the public supported it.In France in 1981 ,when 73% of French public supported for retention of death penalty for terrible and dreadful crimes,socialist government of President Mitterand,s abolished capital punishment in France.[22]

"جرمنی میں، ۱۹۴۹ کے آئین نے سزائے موت کو روک دیا گیا اس کے باوجود کہ دو تہائی عوام نے اس کی حمایت کی۔ فرانس میں ۱۹۸۱ میں ۷۳% فرانس کے باشندوں نے سزائے موت کے حق میں رائے دی کیونکہ سزائے موت ختم کرنے کی وجہ سے بہت زیادہ اور خوفناک قسم کے جرائم شروع ہو گئے تھے، مگر بادشاہ نے اس سزا کو فرانس سے ختم کر دی"۔

کینیڈا میں بھی سزائے موت کو ختم کیا گیا ہے۔ جبکہ عوام کی رائے ہے کہ قتل کے بدلے قتل کی سزا ہونی چاہیے۔

Similarly in 1995,a poll in Canada(who has already abolished death penality) shows that 65% of the general public asked to re-enforcement of death penalty.[23]

"اسی طرح ۱۹۹۵ میں، کینیڈا میں ایک سروے (جو پہلے ہی سزائے موت ختم کر چکا ہے) سے پتہ چلتا ہے کہ ۶۵ فی صد عام لوگوں نے سزائے موت کو دوبارہ نافذ کرنے کے لئے کہا"۔

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ سزائے موت پر کئے جانے والے اعتراضات کے باوجود یورپی قوانین اس بات کو ثابت کرتے ہیں کہ قتل کے بدلے قتل کی سزا ہونی چاہیے ان کے ممالک میں پائے جانے والی عوام الناس کی رائے، سزائے موت کے قانون کو لاگو رکھنے کی حمایت کرتی ہے۔

The punishments inflicted for huded crimes-flogging, stoning, and amputation are retrogressive not only for Islam, but the entire humanity (Ogbu,2005:170-182). The punishment of stoning to death for adultery is not provided for in the Quran, and it is a gross violation of fundamental human rights of people. Various human rights instruments prohibit torture and other forms of cruel, barbaric, and degrading punishment. Hooded punishments should not be prescribed for offenses such as fornication, drinking of alcohol and apostasy.[24]

"حدود جرائم۔ کوڑے مارنے، سنگسار کرنے اور سزائے موت دینے کے لیے دی جانے والی سزائیں نہ صرف اسلام بلکہ پوری انسانیت کے لئے سرکشی کا باعث ہیں۔ زنا کے جرم میں سنگسار کرنے کی سزا قرآن مجید میں فراہم نہیں کی گئی ہے، اور یہ لوگوں کے بنیادی انسانی حقوق کی سنگین خلاف ورزی ہے۔ حقوق انسانی کے متعدد آلات اذیت اور وحشی، وحشیانہ اور ہتک آمیز سزا کی دیگر اقسام سے منع کرتے ہیں۔ حرام کاری، شراب پینا اور ارتداد جیسے جرائم کے لئے حدود کی سزا کا حکم نہیں دیا جانا چاہیے"۔

لیپ مین کا اسلامی سزا پر صرف اعتراض ہی نہیں بلکہ انکار بھی کرتا ہے اس کا کہنا ہے کہ بدکاری کے جرم میں مرتکب کو سنگسار کرنے کی سزا قرآن مجید میں موجود نہیں ہے اس لئے اس سزا کے نفاذ سے انسانی حقوق کی پامالی ہوتی ہے اور یہ سزا انسانیت کی ہلاکت کا سبب ہے بلکہ لیپ مین کی رائے کے مطابق شراب نوشی کرنے والے کو بھی سزا نہیں دی جانی چاہیے اور مرتد کو بھی کسی قسم کی سزا نہ دینے کی لیپ مین حمایت کرتا ہے۔

اسی طرح اسلامی سزاوں کی مخالفت کرتے ہوئے فقہاء پر تنقید کرتے ہوئے نیویارک کے انسائیکلوپیڈیا آف ریلیجین میں لکھا ہے:

"In view of severity of the punishments, the jurists defined these crimes very narrowly (adultery for example,is defind as the penetration of the male organ into the female)and put such stringent cobditions on the requisite evidence that it became practically unattainable(for example in order to prove adultery , four eyewitnesses to the sexual act itself were required).The legal maxim"ward of had punishment by any doubt"was also propounded and the term doubt in classical Islamic law had a far wider range than in any other known system of law"25

"سزاوں کی سختی کے پیش نظر فقہاء نے ان جرائم کی بڑی سخت اور محدود تعریف متعین کی۔ مثال کے طور پر زنا سے مراد مرد کے جنسی عضو کا عورت کے جنسی عضو میں دخول لیا گیا اور درکار شہادت پر اتنی سخت شرائط رکھی گئی ہیں کہ اس کا میسر آنا عملاً ناممکن ہو گا۔ مثلاً زنا کے ثبوت کے لئے فعل زنا کے چار عینی گواہوں کی شہادت کو ضروری قرار دیا گیا۔ شک کی بنا پر حد کے ٹل جانے کا قاعدہ کی بنیاد بنائی گئی۔ اور کلاسیکی اسلامی قانون میں شک میں وسعت اتنی ہے کہ کسی اور نظام قانون میں نہیں پائی گئی"۔

مشہور مستشرق جوزف شاخت کا کہنا ہے کہ اسلامی قانون غیر منطقی ہے اور اس میں موجود نظریہ سزا، اسلام سے قبل کا ہے اس کی دلیل ہے کہ:

"The irrational elements in Islamic law are partially of religious and partially of pre –Islamic and magical origin.Examples are the magical formula of zihar,the Islamic procedure of Lian,the ancient Arabian Kasamah and the nature and function of legal evidence in general".26

"اسلامی قانون میں غیر منطقی عنصر جزوی طور پر مذہبی اور جزوی طور پر قبل از اسلام اور جادوئی ابتداء کے ہیں۔ مثال کے طور پر ظہار کا جادوئی فارمولا، لعان کا اسلامی طریقہ کار، قدیم عربی قصامہ اور عام طور پر قانونی شواہد کی نوعیت اور کام ہے"۔

مغربی مفکر جوزف کے مطابق اسلام میں موجود ظہار اور لعان کی سزا پرانے زمانے والی سزائیں اور یہ سزائیں غیر منطقی ہیں ان میں کوئی فلسفہ نہیں۔ اس کے مطابق قدیم زمانہ کی نوعیت ان جرائم میں ابھی موجود ہے اور اسلامی سزا کا طریقہ بھی قدیم نوعیت کا ہے۔

مغربی مفکر جان برٹن اسلامی سزاوں پر اعتراض کرتا ہے اس کا کہنا ہے کہ بدکاری کی سزا "رجم" قرآن مجید میں موجود نہیں ہے اس لئے یہ سزا اسلامی قانون سے مطابقت نہیں رکھتی۔ جان برٹن کہتا ہے:

The kernel of our problem is that the majority of the madahib are unanimously of the view that in certain circimstances the penality for adultery is death by stoning.Now we know that this penality is not only nowhere mentioned in our texts of the Quran.It is totly incompatible with the penality that is mentioned.27

"ہمارے مسئلہ کی بات یہ ہے کہ مذاہب کی اکثریت متفقہ طور پر اس نظریہ پر ہے کہ بعض حالات میں زنا کی سزا سنگساری کے ذریعے موت ہے۔ اب ہم جانتے ہیں کہ یہ سزا صرف اور صرف ہماری آیت قرآنی میں مذکور نہیں ہے اس سزا کے ساتھ بالکل مطابقت نہیں رکھتا ہے جس کا ذکر کیا گیا ہے"۔

جان برٹن دلیل پیش کرتا ہے کہ زنا میں ملوث مرد و عورت کو سنگساری کی سزا دینا باعث ہلاکت ہے اور اس سزا کا قرآن مجید میں ذکر موجود نہیں ہے اس لئے اس سزا کا نفاذ درست نہیں ہے۔

خواتین کو ان کے حقوق دلانے کی دعوے دار اسری نعمازی اپنی کتاب میں اسلامی تعلیمات کی مخالفت کرتی ہے اور اسلامی سزاوں

کے نفاذ کی مخالفت کرتی ہے زنا جیسے فعل شنیع کی سزا کی مخالفت کرتی ہے اس کا کہنا ہے کہ اس جدید دور میں کسی مسلمان خاتون کو زنا کے الزام میں پتھر مارنا اسلام کا حصہ نہیں۔ یہ اپنی من پسند تشریح کرتے ہوئے لکھتی ہیں:

> "My personal inquries allowed me to meander in a history that helped me understand that the Muslims who wanted to stone women in the modern day for zina were not part of my Islam and they were not part of every bodie`s Islam"28

> "تاریخی طور پر میری ذاتی تحقیق اس بات کی اجازت نہیں دیتی کہ میری سمجھ کے مطابق آج کے دور میں کوئی مسلمان کسی خاتون کو زنا کے الزام میں پتھر مارنا چاہتا ہو تو یہ میرے اسلام کا حصہ نہیں ہے اور وہ کسے کے اسلام کا حصہ بھی نہیں ہے"

اس کا کہنا ہے کہ زنا جیسے جرم میں مبتلا عورت کو پتھر مارنا اسلام کا حصہ نہیں اور یہ اس کی ذاتی رائے اور تحقیق ہے جو اسلامی تعلیمات کے قطعی خلاف ہے اس سے معاشرے میں بدکار عورتوں کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے اور یہ اس جرم میں اضافے کا سبب ہے۔

اسلامی کی حدود و تعزیرات کے حوالے سے اسلامی تعلیمات پر تنقید مختلف فورمز پر کی جاتی ہے اور اس میں مرد وزن دونوں شامل ہوتے ہیں۔ الحاج محمد سعید ماہنامہ الحق میں قرآنی احکام کی تنقید کے عنوان سے لکھتے ہیں: ۴ مارچ ۱۹۸۸ کے اخبار جنگ لاہور میں ویمن ایکشن فورم خواتین محاذ عمل کی طرف سے جاری ہوا جس میں مطالبہ کیا گیا کہ حدود آرڈیننس وفاقی شرعی عدالت کو ختم کیا جائے، طلاق کا حق عورت کو دیا جائے، سزائے موت، سنگسار کرنا، چور کے ہاتھ کاٹنا جیسی سزائیں منسوخ کی جائیں:۔29

اسلامی حدود و تعزیرات پر تنقید کرنے والے در حقیقت اسلامی سزاوں کے نفاذ کی مخالفت کرتے ہیں اور ان اسلامی سزاوں کو بنیادی انسانی حقوق کی خلاف ورزی سمجھتے ہیں۔ لاہور میں خواتین نے یہ مطالبہ کیا تھا کہ شرعی عدالت کو ختم کیا جائے عورت کو اس کا پورا حق دیا جائے جس کے مطابق عورت مکمل آزاد ہو کیونکہ جس شرعی عدالت کی یہ مخالفت کر رہی تھیں اس عدالت کے ذریعے سزاوں کا نفاذ وجود میں آتا تھا۔ ان خواتین کا مطالبہ تھا کہ طلاق کا حق عورت کو دیا جائے جیسے یورپی ممالک میں ہو رہا ہے، سزائے موت کو ختم کرنے کا مطالبہ، بدکاری میں ملوث مرد وزن کو سنگسار نہ کرنے کا مطالبہ اور چوری کرنے پر ہاتھ نہ کاٹنے کا مطالبہ کیا گیا۔ در حقیت یہ تمام فعل یورپی ممالک میں ہو رہے ہیں اور یورپی ممالک کا کہنا ہے کہ یہ بنیادی انسانی حقوق کے محافظ ہیں۔

شام سے تعلق رکھنے والی وفا سلطان پیشے کے لحاظ سے میڈیکل ڈاکٹر اور سائیکیٹرسٹ ہیں۔ اسلام میں پائی جانے والی کوڑوں کی سزا پر اعتراض کرتی ہیں۔ جو اس کی وجہ شہرت بھی ہے۔

۲۹ مئی ۲۰۰۸ء کو الحیات ٹی وی پر انٹرویو دیتے ہوئے کہتی ہے:

> "When I read,for example,the verse :The adulterer and the adulteress – flog each of them with a hundred strips,and don't let compassion for them moe you.It strips them of their spirituality as well I don't discern any spiriyuality in this verse,when a certain faith manages to strip its believers of their last grain of compassion"30

"جب میں پڑھتی ہوں، مثال کے طور پر، یہ آیت: زانی مرد اور زانیہ عورت ان میں سے ہر ایک کو سو کوڑے ماریں، اور ان کے لئے ہمدردی نہ ہونے دیں۔ اس سے ان کی روحانیت ختم ہو جاتی ہے اور ساتھ ہی میں اس آیت میں روحانیت کا بھی اندازہ نہیں کرتی ہوں، جب کوئی عقیدہ اپنے مومنین کو ان کے آخری دانے تک شفقت سے محروم کر دیتا ہے"

وفا سلطانہ کا اسلامی کی مقرر کردہ سزا پر اعتراض مغربی مفکرین کی حمایت ہے، اس کا کہنا ہے کہ اسلام میں کوڑے مارنے کی سزا جیسے بدکاری ہے، تہمت ہے شراب نوشی وغیرہ ہے ہمدردی سے خالی ہے اس طرح سزا دینے سے روحانیت ختم ہو جاتی ہے۔ وفا سلطانہ کا کہنا ہے کہ اسلام ایک، کیسا مذہب ہے جو اپنے ماننے والوں کو ایسی سزائیں دیتا ہے جن میں نہ ہمدردی ہے اور کوئی شفقت کا پہلو ہے۔

اہل یورپ اسلامی سزاوں پر اعتراضات کرتے ہیں اور ان تمام افعال کو جائز قرار دیتے ہیں جن کی اسلامی تعلیمات ممانعت بیان کرتی ہیں۔ بدکاری جیسے فعل شنیع کو جائز قرار دیتے ہیں اور ایسے قوانین پاس کئے ہیں جن سے اس فعل بد کی مکمل حمایت ہوتی ہے جیسے مرد سے مرد کا بدکاری کرنا گناہ نہیں اور عورت کا عورت سے یہ فعل کرنا بھی ناجائز نہیں معاشرے میں بسنے والے افراد اس قانون کی پاسداری بھی کرتے ہیں۔ جیسے ناروے اور سوڈان میں ایک قانون پاس ہوا جس کے تحت مرد کا مرد سے اور عورت کا عورت سے فعل بدکاری کرنا جرم نہیں ہے۔ اس کے متعلق ایک مغربی مفکر رقم طراز ہے:

Western laws where the ethical norms of the society are always violated for example in Norway and Sweden homosexuality and lssbianism is not a crime.31

"مغربی قوانین جہاں معاشرے کے اخلاقی اصولوں کی ہمیشہ خلاف ورزی ہوتی ہے مثال کے طور پر ناروے اور سویڈن میں ہم جنس پرستی اور لذت پرستی جرم نہیں ہے"۔

اسی طرح سپین میں قانون پاس ہوا جس کے تحت بدکاری کوئی جرم نہیں ہے۔

Spain has passed a bill for legalizing adultery.Adultry will not be considered as crime.In contrast to the immoral and un-ethical laws of west.32

"سپین نے زنا کو قانونی حیثیت دینے کے لئے ایک بل منظور کیا ہے۔ بالغوں کو جرم نہیں سمجھا جائے گا۔ مغرب کے غیر تحقیقی اور غیر اخلاقی قوانین کے بر خلاف ہے"۔

کتاب مقدس کی تعلیمات ہم جنس پرستی کی شدت سے مخالفت کرتی ہیں اور ایسے افراد کو جان سے مار دینے کا حکم دیتی ہیں۔

کتاب احبار میں ہے:

"اگر کوئی مرد سے صحبت کرے جیسے عورت سے کرتے ہیں تو ان دونوں نے نہات مکروہ کام کیا ہے۔ سو دونوں ضرور جان سے مارے جائیں"۔[33]

لواطت گناہ کبیرہ ہے اور یہ بیماری حضرت لوط علیہ السلام کی قوم سے شروع ہوئی تھی۔ اس جرم کا ذکر کتاب مقدس کی تعلیمات سے

بھی ملتا ہے اس جرم کو ایک قبیح جرم کہا جاتا ہے اور ایک نہایت ہی مکروہ کام تصور ہوتا ہے اس جرم کے مرتکب کو سخت سزا دینے کا حکم ہے اس فعل میں ملوث افراد کو جان سے مار دینے کا حکم ہے تاکہ لوگ اس ظلم عظیم سے اجتناب کریں۔

بدکاری کی مذمت مین کتاب مقدس کا بیان ہے:

"اگر کوئی مرد کسی شوہر والی عورت سے زنا کرتے پکڑا جائے تو وہ دونوں مار ڈالے جائیں یعنی وہ مرد بھی جس نے اس عورت سے صحبت کی اور وہ عورت بھی"۔[34]

قرآن مجید کی تعلیمات سے بھی زانی مرد وعورت کو سخت سزا دینے کے احکام موجود ہیں۔[35]

﴿الزَّانِيَةُ وَالزَّانِي فَاجْلِدُوا كُلَّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ وَلَا تَأْخُذْكُمْ بِهِمَا رَأْفَةٌ فِي دِينِ اللَّهِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَائِفَةٌ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ﴾[36]

بدکاری کرنے والی عورت اور بدکاری کرنے والا مرد (جب ان کی بدکاری ثابت ہو جائے تو) دونوں میں سے ہر ایک کو سو درے مارو۔ اور اگر تم خدا اور روز آخرت پر ایمان رکھتے ہو تو شرع خدا (کے حکم) میں تمہیں ان پر ہرگز ترس نہ آئے۔ اور چاہیئے کہ ان کی سزا کے وقت مسلمانوں کی ایک جماعت بھی موجود ہو۔

اسلامی تعلیمات کے مطابق لوگوں کو جرائم کے عوض سخت سزائیں دینے کا مقصد ایک انسدادی تدبیر ہے، تاکہ بے حیائی معاشرے میں نہ پھیل سکے اور لوگ اس جرم کا ارتکاب نہ کر سکیں

قتل عام اور بدکاری سے معاشرے میں جو جرائم سرزد ہوتے ہیں ان میں کچھ جرائم ایسے ہیں جو اثرات کے اعتبار سے معاشرے اور نسل انسانی کے لئے انتہائی تباہ کن ہیں کیونکہ ان جرائم کی وجہ سے معاشرے سے پاکیزگی اور نفاست ختم ہو جاتی ہے اور نسل انسانی اختلاط کا شکار ہو جاتی ہے کیونکہ زنا ایک قبیح جرم ہے جو معاشرتی اور اخلاقی اعتبار اور نتائج کے حوالے سے ایک بڑا جرم ہے اس لئے زنا اور اس کے مضمرات، قرآن وحدیث میں اس کی وعید بائیبل کا نقطہ نظر بڑی تفصیل سے ذکر کیا گیا ہے اور وہ دلائل پیش کئے گئے ہیں جو معترضین کے نقطہ نظر کارد کرتے ہیں اور اس بات کی عکاسی کرتے ہیں کہ قتل اور زنا سنگین جرائم ہیں، ان میں ملوث افراد کو سزا دینا انسانیت کے لئے باعث بھلائی اور سود مند ہے۔

حواشی وحوالہ جات

[1]Louis J Palmer, **The Jewish Religion :A Comparison**,(Oxford University Press).Cane and Able were the two sons of Adan & Eve(Genesis 4)

[2]البقرہ ۱۷۹

[3]البقرہ:۱۷۸

[4]Crime and punishment in Islamic law, Rudolph peters, Cambridge University Press 2005 pg 176

[5]خروج ۲۱:۲۴

[6]سورہ المائدہ:۴۵

[7] Study on the Question of Death Penalty in Africa, sumitted by the working Group on the Death Penalty in Africa,2005, adopted by the Session,24 October…7November,2011 ,Banjul, Gambia.

8 Hugo Adam Bdau(1926-2012)Austin B.Fletcher professor of philosophy,well known for his work on capital punishment.

9 گنتی باب ۲۵

10 احبار ۲۱:۲۴

11 ولیم بلیک سٹون، برطانیہ کے قوانین پر تبصرے، جلد ۴-(ریش ویلش اینڈ کو ۱۹۰۲):۲۴-۲۵

12 ایضاً

13 ترمذی ۱۳۹۸

14 یہ چارٹر ۲۰۰۷ میں منظور کیا گیا تھا۔

15 Charter of Fundamental Rights of The European Union,Official Journal of European Communities,p 9

16 Official Journal of European Communities,C364/p.1

17 Ibit

18 تالمود، سٹیفن بشیر، مکتبہ عناوین پاکستان، جی ٹی روڈ سادھوکے، ضلع گوجرانوالہ، ص:۲۸۵

19 المائدہ:۳۲

20 جامع ترمذی، حدیث نمبر ۱۴۰۲

21 David Garland,peculiar Institution,America,s Death penalty in an Age of Abolition,capital punishment in America,page 183-205

22 David Garland,peculiar Institution,America,s Death penalty in an Age of Abolition,capital punishment in America,page 183-205

23 Hood and Holy,death penalty;zimring,contradictions…

24 Lippman,Mathew."Islamic Criminal law and Procedure:Religious Fundamentalism v Modern Law",12 B.C.Int'1& Comp.L.Rev.29.

25 The Encyclopedia of Religion,Mircea Eliade,ed,Macmillan New Yourk,1987,p 311/7

26 Introduction Islamic Law Schacht,Asteroide,Clarendon press,California,1942,p 210

27 Their accounts will be re-examined in the light of study by Gold Ziher and Schacht.(John Burton,the collection of the Quran Cambridge University Press, 1979,p 72

28 Tantrika:Traveling the Road of Divine Love,P:280

29 محمد سعید ماہنامہ الحق، جامعہ دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک نوشہرہ پاکستان مئی ۱۹۸۸ص ۵۵

30 :https://www.youtube.com/watch?v=yuFJucOUyKY,Accessed on 7-3-19,time:

31 GBT rights in Europe,In Wikipedia,Retrieved2014-4-03,from http://en.wikipedia.org/wiki/LGBT-rights in Europe #cite note-ILGA 2013-7(n.d)(2014)

32 Saudi Arabia Crime stats ,National Master,Retrievd 2014-412,fromhttp://www.nationmaster,com/country-info/profiles/SaudiArabia/Crim(assessed 1998-2014) (2014)

33 بائبل، احبار ۱۳:۲۰

34 کتاب استثناء، ۲۲:۲۲

35 سورۃ النور: ۱۳

36 سورۃ النور: ۱۳